# گن گناتی بچے
## کی من

جب بچے کی فریادی دکھتی ہیں آنکھ میں۔
من میں برستی ہیں خون کی بوندے۔

فریادی سے بھر جاتی ہیں آنکھے۔
جب بچے کی من میں ڈوٹ پڑتی ہیں فریاد

مفلسی فریادی لیے آتی ہیں بچے پر۔
جب مفلسی ہوتی ہیں آن پر۔

جب امیر توفنا ہیں فریاد پر۔
تب مفلس خشیاں مناتے ہیں فریاد پر۔

جب بچے کی بہال ہو جاتی ہیں فریاد۔
تب ٹپکتی ہیں خونو کی بوند آن پر۔

جب بچّے کی من فریاد سے بھر جاتا ہے۔
تب درتی کی مٹی سوک جاتی ہے۔

کیا مفلسی میں فریاد ہے۔
کیا امیری فریاد ہے۔

مفلس اور امیر ایک انسان ہے۔
مگر فریاد الگ - الگ بہتا ہے۔

بچّے کو بھگاتی ہیں فریادی۔
مگر وہ بھی کیا کر سکتا ہے۔

بچّے کی فریادیاں پہچاننا آسان ہے۔
مگر فریاد ہٹانا نامنکل ہے۔

بچّے کی من ہو جاتی ہیں فریاد۔
جب اسی نہیں ہو آبد پاس۔

آواز لیے آتی ہیں جن میں سکون۔
مگر کیا جانے وہ آخری آواز ہو۔

کیا جانے ہم کیوں جیتے ہے۔
مگر فریادی بن پگلے بنے ہم۔

کیا جانے کل کون ہو۔
مگر مجھے بھی فریاد کچا پڑے گا۔

انسان سوچتا ہیں یہ کیسے پڑاؤ
مگر یہ تو بارش کی بوند جیسی ہے۔

زندگی ہوا جیسی آتی ہے۔
مگر گرم ہوا کی احساس دیتی ہے۔

مانوں نہ مانوں
بچوں کی فریاد لیے آتی ہیں ~~سکون~~
آنسو

تتلی جیسا جیسا من ہیں انکو۔

کبو کی۔ وہی بہلاتی ہیں خوشبو۔

مفلسی کی فریاد ہوتا ہیں من میں۔

مگر خدا پہسا بیے گا ہمیں زار۔

اصبری پہسا پیے گی فرد کو۔

مگر وہ بھی باطل کی طرح جوڑ ہوگا۔

ایک بچہ کی من سے کیسی طرح کی فریاد ہے۔

جو ہم مٹا سکے۔

بچہ خوشیاں مناتے ہے۔

مگر فریاد اسکو جلا دیتا ہے۔

انکار کی طرح ہوجاتی ہیں فریاد۔

بجانا تو نامن کل ہوگا سبکو۔

فریادی سے آ بنی ہے تجھے ۔
فریادی کی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے اب میں ۔

کیا جانے ہم بھی فریاد ہو ۔
کبھو کی فریاد تو مطلب جیسا ہے ۔

فریادی ٹپکتا ہیں تجھ کی من میں ۔
مگر کفن میں ٹپکتا ہیں دوسروں کی آنسو ۔

کیا آنسو مفلس کی میں ہی ہے ؟
کیا مفلس نہی ہنستے ؟ ۔

تجھ کی فریادے کیسی ہے ۔
مگر خدا تو سات ہے نا ۔

بارش کی طرح مجھ برستی ہیں فریاد ۔
مگر آخر من کو سلجھتا ہے ۔